اشاعت خاص
صد سالہ
عرس
امام احمد رضا

محمد عبد الرشید رضوی قادری

# تعلیم و فکر رضا

و

## نظام تعلیم پر استعماری اثرات اور ان کا تدارک

مصنف
محقق رضویات
علامہ غلام مصطفیٰ رضوی
ڈائریکٹر نوری مشن مالیگاؤں انڈیا

باہتمام
محمد شرافت علی قادری رضوی
مہتمم جامعہ حنفیہ کرول سمندری (پاکستان)

ادارہ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل کراچی - سمندری فیصل آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اشاعت خاص صد سالہ عرس امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

# تعلیم اور فکر رضا

۱

## نظام تعلیم پر استعماری اثرات اور ان کا تدارک

مؤلف

غلام مصطفی رضوی

ڈائرکٹر نوری مشن مالیگاؤں انڈیا

زیر سرپرستی

تصویر نائب محدث اعظم پاکستان

صاحبزادہ پیر ابوالحسن محمد غوث رضوی صاحب

سجادہ نشین آستانہ عالیہ سمندری شریف (پاکستان)

اہتمام

محمد شرافت علی قادری رضوی

مہتمم: جامعہ حنفیہ کرول سمندری (پاکستان)

نام کتاب: تعلیم اور فکر رضا و نظام تعلیم پر استعماری اثرات اور ان کا تدارک

مرتب ...... غلام مصطفیٰ رضوی، ڈائریکٹر نوری مشن مالیگاؤں انڈیا

پسند فرمودہ ...... صاحبزادہ پیر مفتی محمد غوث رضوی آستانہ عالیہ سمندری شریف

خصوصی تعاون: محمد بابر حسین صاحب

باہتمام: محمد شرافت علی قادری رضوی0344-8672550

چیئرمین رشدالایمان فاؤنڈیشن سمندری

تعداد ...... ۱۱۰۰

کمپوزنگ: سبحان کمپیوٹر اینڈ پرنٹرز فیصل آباد

ناشر: رشدالایمان فاؤنڈیشن سمندری (پاکستان)

## ملنے کے پتے

- ...... جامعہ حنفیہ ۴۳۷ گ۔ب سمندری (پاکستان)
  فون نمبر:0344-8672550
- ...... ادارہ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل ۲۵ جاپان منشن ریگل صدر رضا چوک کراچی (پاکستان)021-32725150

برائے ایصال ثواب

**والدہ محترمہ محمد بابر حسین انجم، علامہ محمد توصیف رِضوی، محمد عابد رضوی**

نوٹ: اِس کتاب کی پروف ریڈنگ انتہائی احتیاط سے کی گئی ہے اگر پھر بھی کوئی لفظی غلطی نظر آئے تو اطلاع فرما کا شکریہ کر موقعہ دیں۔ تا کہ آئندہ ایڈیشن میں اُس کی تصحیح کی جا سکے۔ (ادارہ)

# ارتکازِ فکر

۱ تعلیم اور فکر رضا

''امام احمد رضا کے تعلیمی افکار نے بزمِ دانش کو روشن کر دیا، غیر اسلامی افکار کے مقابل آپ کے تعلیمی نظریات قومی ارتقا و اخلاقی تعمیر میں معاون اور صالح معاشرے کے قیام میں مددگار ہیں۔ جن پر عمل آوری سے نئی نسل میں تربیت کا مرحلۂ شوق طے ہوگا اور یاسیت کے بادل چھٹ جائیں گے۔''

۲ نظامِ تعلیم پر استعماری اثرات اور ان کا تدارک
(فکر امام احمد رضا کی روشنی میں)

''مسلمانوں کی تعلیمی پس ماندگی کے خاتمہ کے لیے امام احمد رضا نے کئی منصوبے پیش کیے، معاشی جہت سے آپ کا ۱۹۱۲ء کا چار نکاتی منصوبہ ''تدبیر فلاح ونجات واصلاح'' مطبوع ہے؛ جس کے نکات پر آج بھی عمل ہو جائے تو مسلمان کسی غیر کے دست نگر نہ ہوں گے۔''

۳ تعلیمی افکارِ رضا: بزمِ تحقیق میں

''علم وتحقیق کا مرحلہ شوق جاری ہے۔ اہلِ علم خیابانِ رضاؔ سے گُلِ خوش رنگ چُن رہے ہیں، اور تحقیق کا دامن خوش بوؤں سے بھرا جا رہا ہے، آپ بھی گُل چینی کریں اور افکارِ رضا کی خوش بوؤں سے مشامِ جاں معطر کریں: ع
انھیں سے گلشن مہک رہے ہیں، انھیں کی رنگت گلاب میں ہے''

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# تعلیم اور فکرِ رضا

کسی بھی قوم کی تعمیر و ترقی میں تعلیم کو بنیادی حیثیت حاصل رہی ہے۔ مسلمانوں نے دُنیا کو علم کا ایک نیا تصور دیا جس میں انسانی اقدار کا پورا پورا لحاظ رکھا گیا۔ تعلیم کا مقصد انسانیت کو اس کے اصل مقام سے آشنا کرانا ہے، ظلم وستم کا خاتمہ اور تہذیب وتمدن کی درستی کے ساتھ ہی اخلاقی خوبیوں سے آراستہ کرنا بھی مقاصدِ علم میں شامل ہے۔ تعلیم کی بنیاد پر بہت جلد مسلمانوں نے دُنیا کے کئی براعظموں میں اسلام کی حقانیت و صداقت کے پھریرے لہرائے؛ دراصل یہ کامیابی اسلام کے عطا کردہ اس نظامِ تعلیم کی تھی جو سرورِ کائنات فخرِ موجودات حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تشکیل فرمایا تھا۔ صدیوں تک مسلمان دُنیا کے معلم بنے رہے اور جب سے علمِ دین سے رشتہ ٹوٹا ہے زوال سے دو چار ہوئے۔

ماضی کی قد آور علمی شخصیات مثلاً حضرت امام غزالی، حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی، حضرت مجدد الف ثانی، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور امام احمد رضا محدث بریلوی علیہم الرحمۃ و الرضوان نے اپنے کارہائے علمیہ سے زمانے کو متاثر کیا؛ ان کے افکار ونظریات پر دُنیا بھر میں تحقیقی کام ہو رہے ہیں؛ اہلِ علم ونظر حیران و ششدر رہ جاتے ہیں کہ کس طرح ان شخصیات نے عظیم کارنامے انجام دے کر اسلام کی شان و وقار کا تحفظ کیا اور ایک صالح انقلاب برپا کر دیا۔

امام احمد رضا قادری برکاتی محدث بریلوی (ولادت: ۱۰؍شوال المکرم ۱۲۷۲ھ/ ۱۸۵۶ء، وصال: ۲۵؍صفر المظفر ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء) علومِ دینیہ میں دسترس رکھتے تھے، علومِ قدیمہ و جدیدہ میں بھی یکتائے روزگار تھے۔ آپ نے عمر بھر علمِ دین کی ترویج و اشاعت کی۔ آپ کے تلامذہ و خلفا نے برصغیر میں علمِ دین کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا اور مابعد زوال ایک نئی تاریخ مرتب کی جو حوصلہ افزا قرار دی جا سکتی ہے۔ انگریزی دورِ تسلط میں علومِ دینیہ کی باوقار خدمت امام احمد رضا کا عظیم کارنامہ ہے۔

علم اور تعلیم کے حوالے سے امام احمد رضا قدس سرہ کے نظریات وتجاویز ضرور اس لائق ہیں کہ انھیں عام کیا جائے؛ ان پر تحقیق و تدقیق کی جائے۔ آپ کے فتاویٰ، تصانیف،

تالیفات اور مکتوبات میں تعلیم و تدریس، نصاب اور علم کے اسلامی اصول وضوابط پر بہت سارے نکات و اصول ملتے ہیں، جن کی تصریح وتوضیح کے لیے کئی علمی وتحقیقی کام انجام دیے جا سکتے ہیں۔ راقم اس مقالے میں علم سے تعلق رکھنے والے چند امور پر اجمالی روشنی ڈالے گا۔

ایک ماہرِ تعلیم ہونے کی حیثیت سے امام احمد رضا نے علم دین کی عظمت و برتری، تعلیم کے طرق و اصول، نصاب کی خصوصیات و تدوین، ذرائع علم وتعلیمی منہج، استاذ کا مقام و مرتبہ اور ادب و احترام، شاگرد کے حقوق و ذمہ داریاں، علم کے دقائق اور فنی لوازمات، تصورِ سزا اور ضابطۂ اخلاق، لسانی تعلیم و تجرباتی علوم پر تفصیل سے بحث کی ہے۔ آپ ۵۴ر سے زیادہ علوم وفنون میں مہارتِ تامہ رکھتے تھے۔ جنھیں علوم کی جدید تقسیم کی بنیاد پر سو سے زائد علوم میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ بیسویں صدی کے آغاز میں اسلامی دُنیا میں آپ جیسا ماہرِ تعلیم نہیں گزرا جس نے اس قدر علوم کو برتا اور مسلمانوں کے تعلیمی عروج و ارتقا کے لیے مؤثر جدو جہد کی۔

## ذہانت و فطانت اور تبحرِ علمی:

زمانۂ طالب علمی سے ہی امام احمد رضا کی ذہانت و فطانت کے آثار نمایاں ہونے شروع ہو گئے تھے۔ آپ نے طلبہ کی آسانی وتفہیم کے لیے درس کی بڑی بڑی کتابوں پر حاشیے تحریر فرمائے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:

> ''اور میں نے ان جملہ علوم کی بڑی بڑی کتابوں پر حواشی بھی لکھے ہیں۔ حاشیہ نویسی کا سلسلہ زمانۂ طالب علمی سے اب تک جاری ہے کیوں کہ اس وقت میرا یہ دستور رہا کہ جب کوئی کتاب پڑھی اگر وہ میری ملک میں ہے تو اس پر حواشی لکھ دیے، اگر اعتراض ہوسکتا ہے تو اعتراض لکھ دیا اور اگر مضمون پیچیدہ ہے تو اس کی پیچیدگی دور کردی؛ حنفی اصولِ فقہ کی کتاب مسلم الثبوت پر، صحیح بخاری کے نصف اول پر، صحیح مسلم اور جامع ترمذی پر، شرح رسالہ قطبیہ پر حاشیہ امور عامہ پر اور شمس بازغہ پر اکثر حواشی اس وقت لکھے جب کہ طلب علم کے زمانہ میں اپنے سبق کے لیے مطالعہ کرتا تھا۔ علاوہ ازیں تیسیر شرح جامع صغیر پر، شرح چغمینی اور تصریح پر، اقلیدس کے تین مقالوں اور الزیج الاجد اور علامہ

شامی کی ردالمحتار پر بھی حواشی لکھے۔'' (۱)

علوم الفرائض میں وراثت سے متعلق حساب کی ضرورت ہوتی ہے، اس علم کو صرف چند ساعتوں میں ازبر کرلیا وہ بھی زبانی درس لے کر۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:

''بچپن میں استاذ محترم نے علم فرائض میں وارثوں کے حصے اور ان کی تقسیم کا طریقہ بتایا تھا وہ بھی زبان مبارک سے، کتاب کے بغیر صرف ایک گھڑی کے اندر اور حساب کے صرف چار قاعدے سکھائے تھے:

۱۔جمع　۲۔تفریق　۳۔ضرب　۴۔تقسیم

ان قاعدوں کی تعلیم اس لیے دی تھی کہ علم فرائض میں جو علومِ دینیہ کا نصف ہے؛ ان کی ضرورت پڑتی رہتی ہے اور علم ہیئت سے شرح چغمینی کے چند اوراق دائرۃ الارتفاع تک پڑھائے تھے۔ اور علم ہندسہ سے نصیر طوسی کی تحریر اقلیدس کی صرف شکل اول کی تعلیم دی تھی۔'' (۲)

علمائے حرمین کے نام جو اجازات و اسانید جاری فرمائے ان کے مطالعہ سے امام احمد رضا کے استحضار و وجاہتِ علم اور ذہانت و فطانت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ ایک اقتباس کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

''ان علموں کی بھی اجازت دیتا ہوں جنہیں میں نے کسی افادہ بخش استاذ سے حاصل نہیں کیا نہ پڑھ کر، نہ سن کر، نہ باہمی گفتگو سے، اور حاصل کردہ علوم ان علموں کی تحصیل سے نہ مستغنی کر سکتے ہیں نہ ان کی استعداد دے سکتے ہیں اور مجھ جیسے ہمزمان ایسے علموں کو تعلیم و تعلّم کے بغیر حاصل کرنے کے عادی بھی نہیں، مگر اس عاجز وفقیر پر رب قدیر نے ایسا فضل فرمایا کہ میں نے انہیں محض کتب بینی سے اور نظر وفکر کے استعمال سے حل کرلیا، کسی پر اعتماد کر کے اس کے حضور زانوے تلمذ تہ کرنے کی ضرورت نہ پڑی، گویا اپنے اقران میں ان علوم کا موجد ہوں۔'' (۳)

یہ امام ممدوح کے استحضارِ علمی کی ایک جھلک ہے۔ اس موضوع پر تفصیل و وضاحت کے لیے قرطاس و وقت دونوں درکار ہیں۔ جس پر پھر کبھی لکھا جائے گا۔

## علم دین کی فرضیت:

اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ دُنیوی علوم اور جدید تہذیب کے دِل دادہ حدیث پاک، طلب العلم فریضة علیٰ کل مسلم و مسلمة (ہر مسلمان مرد و عورت پر علم حاصل کرنا فرض ہے۔) بیان کرتے رہتے ہیں اور اس سے مراد کوئی بھی علم لے لیتے ہیں۔ چاہے وہ غیر مفید علوم ہوں یا علوم جدیدہ سائنس و اقتصادیات و معاشیات وغیرہ۔ جب کہ حدیث پاک کی مراد صرف فرض عین علم یعنی ''علم دین'' ہے۔ امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں:

> ''علمِ دین سیکھنا اس قدر کہ مذہبِ حق سے آگاہ ہو، وضو، غسل، نماز، روزے وغیرہا ضروریات کے احکام سے مطلع ہو، تاجر تجارت، مزارع زراعت، اجیر اجارے، غرض ہر شخص جس حالت میں ہے اس کے متعلق احکام شریعت سے واقف ہو، فرض عین ہے۔'' (۴)

اس پہلو سے امام احمد رضا نے جو مدلل اور تفصیلی و علمی بحث فرمائی ہے وہ فتاویٰ رضویہ (جدید) جلد ۲۳ ر میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔ جو بڑی مبسوط، مبرہن اور جامع و مانع ہے؛ تعلیمی شعبوں سے منسلک افراد کے لیے اس میں زبردست مواد اور رہنمایانہ نقوش موجود ہیں۔

## غیر مفید علوم:

یہود و نصاریٰ نے نظامِ تعلیم کے ایسے ضابطے تشکیل دیے جن سے اخلاقی گراوٹ آئے، بے حیائی اور برے کاموں کو فروغ ملے۔ ایسے نظریات اختراع کیے گئے جن سے عقائد کا جوہر تباہ ہو اور دینی حمیت رُخصت ہو کر رہ جائے۔ غالباً علم اور مذہب کی جدا جدا خانوں میں تقسیم کے پیچھے یہی فکر مضمر تھی کہ دینی علوم کا ماہر دوسرے علوم سے بے بہرہ ہو جائے اور دُنیوی علوم کا ماہر دین کے علم سے دور رہے۔ یہ امر بھی پوشیدہ نہیں کہ باعثِ فخر و انبساط صرف دُنیا کا علم تصور کیا جانے لگا جس میں دین سے دوری کا بہت کچھ سامان موجود ہے۔ امام احمد رضا قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

> ''جو چیز اپنا دین و علم بقدر فرض سیکھنے میں مانع آئے حرام ہے، اس طرح وہ کتابیں جن میں نصاریٰ کے عقائد باطلہ مثل انکار وجود آسمان وغیرہ درج ہیں

ان کا پڑھنا بھی روا نہیں، واللہ تعالیٰ اعلم۔'' (۵)

فلاسفہ نے ایسے نظریات تراش لیے جو اسلام کی راہِ مستقیم سے جُدا تھے۔ عقلِ خام کو ہی قبلہ قرار دے لیا اور اس ناپائیدار کسوٹی پر اسلامی عقائد کو پرکھنے کی کوشش کی اور ٹھوکر کھا گئے۔ بہت سے من گڑھت نظریات اختراع کر لیے؛ ایسے ہی گردشِ زمین کا نظریہ، آسمانوں اور جن وشیطان کے وجود کا انکار اور بہت سے قیاسات، جن کے سبب فلسفہ کی ایسی غیر اسلامی نظریات پر مشتمل تعلیم کا حاصل کرنا ضرر رساں ٹھہرا۔ امام احمد رضا اپنے فتاویٰ میں تحریر فرماتے ہیں:

''غیر دین کی ایسی تعلیم کہ تعلیم ضروری دین کو روکے مطلقاً حرام ہے۔ فارسی ہو یا انگریزی یا ہندی نیز ان باتوں کی تعلیم جو عقائد اسلام کے خلاف ہوں جیسے وجود آسمان کا انکار یا وجود جن وشیطان کا انکار یا زمین کی گردش سے لیل و نہار یا آسمانوں کا خرق والتیام محال ہونا یا اعادۂ معدوم ناممکن ہونا وغیر ذلک عقائد باطلہ کہ فلسفہ قدیمہ وجدیدہ میں ہیں ان کا پڑھنا پڑھانا حرام ہے۔ کسی زبان میں ہو نیز ایسی تعلیم جس میں نیچریوں دہریوں کی صحبت رہے۔'' (۶)

گویا علوم وفنون کے حصول کا ایسا ضابطہ دے دیا کہ وہ نظریات جو دینی سرحدوں سے ٹکرائیں انہیں چھوڑ دیا جائے اور جن میں ضرر نہ ہو انہیں اختیار کر لینے میں کوئی حرج نہیں۔ یوں ہی ایک اور مقام پر لادینی افکار کی تردید میں فرماتے ہیں:

''سائنس وغیرہ وہ فنون وکتب پڑھنی جن میں انکار وجود آسمان وگردشِ آفتاب وغیرہ کفریات کی تعلیم ہو حرام ہے۔'' (۷)

## فلسفہ اور امام ربانی وامام احمد رضا:

گزشتہ سطور میں فلسفہ اور فلاسفہ کے غلط نظریات سے متعلق امام احمد رضا کا اسلامی فکر پر مشتمل اقتباس گزرا۔ موقع کے مناسب یہاں امام ربانی مجدد الف ثانی کا تاثر تحریر کر دیا جاتا ہے تاکہ مجددین کی فکری یکسانیت کا ایک پہلو بھی واضح ہو جائے۔ اور یہ بھی اُجاگر ہو کہ دونوں بزرگوں کی اسلامی سوچ اور باطل کی تردید کی فکر میں مماثلت تھی اور اشتراکِ نظریہ بھی۔ امام ربانی اپنے ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

”لوگ فلاسفہ کے علوم کو پورا اور منظم جانتے ہیں اور غلطی اور خطا سے محفوظ سمجھتے ہیں، اگر بفرض اس حکم کے، ان علوم میں سچا بھی سمجھ لیا جائے، جن میں عقل کو استقلال و دخل ہے تو وہ خارج از بحث ہیں، اور بیکار کے دائرہ میں داخل ہیں، اور آخرت سے جو کہ دائمی ہے کوئی کام نہیں رکھتے، اور اخروی نجات ان سے وابستہ نہیں ہے۔“ (۸)

امام احمد رضا کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں اور دیکھیں کہ کیسی فکری یکسانیت و مناسبت ہے:

”اور فلسفہ تو حرام ہے، مضر اسلام ہے، اس میں منہمک رہنے والا جہل جاہل، اجہل بلکہ اس سے زائد کا مستحق ہے۔“ (۹)

فلاسفہ کے باطل نظریات کی بیخ کنی میں مجدد الف ثانی و امام احمد رضا کے کردار کے موضوع پر ایک تحقیقی مقالہ قلم بند کیا جا سکتا ہے۔ اربابِ قرطاس وقلم کی اس سمت تھوڑی سی توجہ درکار ہے۔

## استاذ کا منصب اوراس کے آداب:

استاذ علم سے نوازتا ہے، تربیت کے مراحلِ شوق طے کراتا ہے۔ امام احمد رضا نے اپنی تصانیف میں متعدد مقامات پر استاذ کے ادب و احترام، اکرام و مقام اور منصب و وقار کی وضاحت فرمائی ہے۔ اور تعلیم و تعلّم میں استاذ کے کردار کو اُجاگر کیا ہے۔ امام احمد رضا نے علم دین کے استاذ کی جو قدر و منزلت ظاہر فرمائی ہے اور ان کے مقام و مرتبے کو بتایا ہے؛ اسے راقم بہ شکل نکات تحریر کرتا ہے:

(۱) عالم دین ہر مسلمان کے حق میں عموماً اور استادِ علم دین اپنے شاگرد کے حق میں خصوصاً نائب حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔ (۱۰)

(۲) حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، جب میں بغرض تحصیل علم حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے درِ دولت پر جاتا اور وہ باہر تشریف نہ رکھتے ہوتے تو براہِ ادب ان کو آواز نہ دیتا؛ ان کی چوکھٹ پر سر رکھ کر لیٹ رہتا، ہوا خاک اور ریت اُڑا کر مجھ پر ڈالتی پھر جب حضرت زید کا شانۂ اقدس سے تشریف لاتے اور

فرماتے، اے ابن عم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، آپ نے مجھے اطلاع کیوں نہ کرادی، میں عرض کرتا مجھے لائق نہ تھا کہ میں آپ کو اطلاع کراتا۔ (۱۱)

(۳) اگر اس کا (استاذ کا) حکم مباحات میں ہے تو حتی الوسع اس کی بجا آوری میں اپنی سعادت جانے،

(۴) علما فرماتے ہیں، جس سے اس کے استاذ کو کسی طرح کی ایذا پہنچی وہ علم کی برکت سے محروم رہے گا،

(۵) امام احمد رضا کے نزدیک اساتذہ کو دھوکا دینا خصوصاً امرِ دین میں گناہِ کبیرہ ہے اور یہ یہودیوں کی خصلت ہے۔ (۱۲)

(۶) پیر و استاذِ علم دین کا مرتبہ ماں باپ سے زیادہ ہے۔ وہ مربی بدن ہیں یہ مربی روح، جو نسبت روح سے بدن سے ہے؛ وہی نسبت استاد و پیر سے ماں باپ کو ہے۔ (۱۳)

## استاذ کا انکار:

صاحبِ علم کو لازم ہے کہ استاذ کی عنایات و نوازشات کو یاد رکھے۔ جس نے علم جیسی دولت سے نوازا، سکھایا، پڑھایا، سنوارا، نکھارا اسی کا انکار کر دیا جائے؛ اس کی خدمات کو فراموش کر دیا جائے؛ یہ غیر اخلاقی بلکہ انسانی تکریم کے خلاف کام ہے اور کفرانِ نعمت۔ امام احمد رضا سے دریافت کیا گیا:

اگر کوئی صاحب اہلِ علم ہو کر اپنے استاد مربی کا انکار کرے کہ ہمارا کوئی استاد نہیں باوجودیکہ گواہ موجود ہوں، تو اس کے واسطے کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

آپ نے جواب ارشاد فرمایا: ''استاد کا انکار کفرانِ نعمت ہے اور کفرانِ نعمت موجب سزا و عقوبت۔'' (۱۴)

## امام احمد رضا کا طریقِ تدریس:

امام احمد رضا تدریسی اصول و ضوابط کے سلسلے میں ہر پہلو مدِ نظر رکھتے ہیں جن سے تدریس میں نکھار پیدا ہو اور طلبہ کے لیے سہولت مہیا ہو۔ دورانِ تدریس چند امور کی طرف توجہ مبذول کراتے ہیں۔ جو دور بیں نگاہ سے دیکھا جائے تو تدریس کے تقاضوں سے متعلق

ہیں، مثلاً:

(۱) جو علم سکھایا جائے سیکھنے والا اس کا اہل ہو۔

(۲) استاذ جو پڑھا رہا ہے اس میں خود غواصی رکھتا ہو۔

(۳) استاذ متعلقہ کتابیں پوری تحقیق اور گہرائی کے ساتھ پڑھائے۔

(۴) تنقید کا پہلو بھی پیشِ نظر رہے تا کہ طلبہ کے ذہن میں کوئی اشکال وارد ہو تو اس کا تصفیہ بھی ہو،

امام احمد رضا اپنی تدریس کا حال تحریر فرماتے ہیں:

''فقیر نے قدرت والے رب کی مدد سے ان تمام علوم وفنون میں غواصی کی اور ان کے دقائق و حقائق آسان کر کے ان کے اصحاب کو سکھائے اور ان کی کتابیں پوری چھان بین اور تنقید کے ساتھ پڑھائیں۔'' (۱۵)

نااہل کو علم دینا توہینِ علم ہے۔ یہی سبب ہے کہ آج صلاحیت و قابلیت سے محروم سند یافتہ/غیر سند یافتہ افراد کی بہتات ہے؛ الا ماشاء اللہ! جو فتنے کا سبب بھی بنتے ہیں اور علم کا ادب و احترام بھی اُٹھتا چلا جا رہا ہے اور عمل کا فقدان مستزاد۔ امام احمد رضا اپنے فتاویٰ میں صحیح بخاری کتاب العلم کی ایک حدیث پاک کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں:

''قابلیت سے باہر علم سکھانا فتنہ میں ڈالنا ہے اور نا قابل کو مباحث ومجادل بتانا دین کو معاذ اللہ ذلت کے لیے پیش کرنا ہے۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

''اذا وسد الامر الی غیر اھلہ فانتظر الساعۃ (جب نا اہل کو کام سپرد کیا جائے تو قیامت کا انتظار کرو) واللہ تعالیٰ اعلم۔'' (۱۶)

## مدرّس کیسا ہو:

عصری علوم کے ماہرین عموماً دین کی قدر و وقعت نہیں رکھتے یا اسے ثانوی حیثیت دیتے ہیں، معاذ اللہ۔ جو تعلیم یافتہ ایسی غلط فکر رکھتے ہوں ایسے کو استاذ بنانا شرعاً ممنوع ہے۔ ایسے سے دین کی تعلیم لینا ضرر کا سبب ہوگا اور ان سے احتراز چاہیے۔ امام احمد رضا فرماتے ہیں:

''اور جب وہ (مدرس) دین کا تنزل چاہنے والا ہےتو تعلیم دین کی ترقی اس سے کیوں کر متوقع ہے، اس مدرسہ کے پاس نہ جانا چاہیے اور چھوڑ دیا جائے کہ اسی کے خیال والے اس میں پڑھیں۔'' (۱۷)

ایک مقام پر آپ تحریر فرماتے ہیں:

''مدرس کے لیے ذی علم، ذی فہم، سُنّی صحیح العقیدہ ہونا کافی ہے۔'' (۱۸)

## سند کی ضرورت:

عصر حاضر میں ایسے افراد کی بہتات ہے جو تھوڑی بہت علمی شُد بُد رکھ لینے پر خود کو بہت بڑا اہلِ علم گردانتے ہیں۔ افسوس تو اس کا ہے کہ بے علم بھی خود کو دھڑلے سے عالم کہہ اور کہلوا رہے ہیں۔ بعض تو چند کتابیں پڑھ لیتے ہیں اور اثر و رسوخ کا استعمال کر کے کہیں کی سند حاصل کر لی تو مولانا کہلواتے پھرتے ہیں۔ یا پھر تھوڑی بہت لفاظی سیکھ لی اور تقریریں کر لیں؛ یا یہاں وہاں سے کچھ نقل کر لیا اور مصنف بن بیٹھے، چند لطیفے، غیر مستند روایات بیان کر دیں اور خود کو علامہ جان بیٹھے۔ پھر جب کوئی مسئلہ دینی پوچھا جاتا ہے تو عدم واقفیت کے باوجود اپنی بنانے کے لیے اُلٹے سیدھے جواب دے کر فتنوں کے راستے کھول دیتے ہیں۔ امام احمد رضا نے باضابطہ درس لینے اور علم حاصل کرنے کو اہمیت دی ہے اور بے قاعدہ تعلیم پا کر صاحبِ علم منوانے اور کہلوانے والے افراد کو جاہل قرار دیا ہے۔ لکھتے ہیں:

''سند حاصل کرنا تو کچھ ضروری نہیں، ہاں باقاعدہ تعلیم پانا ضرور ہے۔ مدرسہ میں ہو یا کسی عالم کے مکان پر، اور جس نے بے قاعدہ تعلیم پائی وہ جاہل محض سے بدتر، نیم ملّا خطرۂ ایمان ہوگا ایسے شخص کو فتویٰ نویسی پر جرأت حرام ہے۔ حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: من افتی بغیر علم لعنتہ ملئکۃ السماء والارض۔ جو بے علم فتویٰ دے اس پر آسمان و زمین کے فرشتوں کی لعنت ہے۔'' (۱۹)

## صحبت کا اثر:

صحبت کے بارے میں امام احمد رضا کے متعدد فتاویٰ میں بحث ملتی ہے۔ آپ عقیدے کو فوقیت دیتے ہیں۔ اس سبب جن کے عقیدے کھوٹے ہیں ان سے تعلیم لینے؛ ان

کی صحبت اختیار کرنے؛ ان کے درس میں شرکت کو مضر قرار دیتے ہیں۔ ایک طالب علم نے سوال کیا کہ؟ ''وہابیوں کے پاس اپنے لڑکوں کو پڑھانا کیسا ہے اور جو ان کے پاس اپنے لڑکے کو پڑھانے کے لیے بھیجے اس کے واسطے کیا حکم ہے؟

جواب ارشاد فرمایا: ''حرام حرام حرام اور جو ایسا کرے بدخواہ اطفال و مبتلائے آثام۔ قال اللہ تعالیٰ۔

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْآ اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا (اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔) واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم۔'' (۲۰)

صحبت کے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ والدین کو چاہیے کہ بچوں کو ایسی صحبت سے بچائیں جو اخلاق و کردار اور عقیدہ و عمل کی تباہی و بربادی کا سبب ہو؛ اور ایسی صحبت تو بڑی خطرناک ہے جس سے ایمان کو خطرہ لاحق ہو۔

## تعلیمی پیغام:

۱۵/ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۰ھ کو مولانا شاہ محرم علی چشتی صدر ثانی انجمن نعمانیہ لاہور نے دینی و تعلیمی، قومی و ملی اور اشاعتی و اعتقادی و سیاسی مسائل سے متعلق دس نکاتی سوال نامہ امام احمد رضا کی بارگاہ میں ارسال کیا؛ جن کا جواب بڑا انقلابی، فکری و ہمہ پہلو خوبیوں پر مشتمل ہے۔ امام احمد رضا نے اس میں قوم کے تعلیمی و فکری انحطاط اور اس کے تدارک پر روشنی ڈالی ہے، دس نکاتی تعلیمی منصوبہ بھی عنایت کیا ہے۔ ان نکات پر عمل کر لیا جاتا تو آج قوم کی حالت قدرے مختلف اور بہتر ہوتی۔ افسوس! کہ اس تعلیمی پیغام کو سو سال پورے ہونے کو آئے مگر ہم اس پر عمل سے غافل ہی رہے۔ راقم ان نکات کو نمبر وار درج کرتا ہے جو ہمیں بیداری کا پیغام دے رہے ہیں اور دعوتِ فکر و عمل بھی:

(۱) عظیم الشان مدارس کھولے جائیں۔ باقاعدہ تعلیمیں ہوں۔

(۲) طلبہ کو وظائف ملیں کہ خواہی نخواہی گرویدہ ہوں۔

(۳) مدرسوں کی بیش قرار تنخواہیں ان کی کارروائیوں پر دی جائیں کہ لالچ سے جان توڑ کر کوشش کریں۔

(۴) طبائع طلبہ کی جانچ ہو جو جس کام کے زیادہ مناسب دیکھا جائے معقول وظیفہ

دے کر اس میں لگایا جائے۔ یوں ان میں کچھ مدرسین بنائے جائیں، کچھ واعظین، کچھ مصنفین، کچھ مناظرین، پھر تصنیف و مناظرہ میں بھی توزیع ہو۔ کوئی کسی فن پر کوئی کسی پر۔

(۵) ان میں جو تیار ہوتے جائیں۔ تنخواہیں دے کر ملک میں پھیلائے جائیں کہ تحریراً و تقریراً، وعظاً و مناظرۃً اشاعتِ دین و مذہب کریں۔

(۶) حمایت (مذہب) و ردّ بد مذہباں میں مفید کتب و رسائل مصنفوں کو نذرانے دے کر تصنیف کرائے جائیں۔

(۷) تصنیف شدہ اور نو تصنیف رسائل عمدہ اور خوش خط چھاپ کر ملک میں مفت شائع کیے جائیں۔

(۸) شہروں شہروں آپ کے سفیر نگراں رہیں جہاں جس قسم کے واعظ یا مناظر یا تصنیف کی حاجت ہو آپ کو اطلاع دیں۔ آپ سرکوبیِ اعدا کے لیے اپنی فوجیں، میگزین رسالے بھیجتے رہیں،

(۹) جو ہم میں قابلِ کار موجود اور اپنی معاش میں مشغول ہیں، وظائف مقرر کر کے فارغ البال بنائے جائیں۔ اور جس کام میں انہیں مہارت ہو لگائے جائیں۔

(۱۰) آپ کے مذہبی اخبار شائع ہوں اور وقتاً فوقتاً ہر قسم کے حمایت مذہب میں مضامین تمام ملک میں بقیمت و بلا قیمت روزانہ یا کم از کم ہفتہ وار پہنچاتے رہیں۔ (۲۱)

یہ پیغام اپنانے اور عمل کرنے کے لیے دیا گیا تھا۔ افسوس کہ ہم نے ان پر حتی الوسع عمل نہیں کیا۔ کیا عمل کا وقت نہیں آیا؟ کب تک سوتے رہیں گے؟ خوابِ غفلت سے جگانے والے نے تو جگا دیا تھا۔ بیدار کر دیا تھا۔ ہوش کی بات کہی تھی، مؤثر لائحۂ عمل دیا تھا۔ اس کو پیغام سنائے ایک صدی گزرنے کو آئی ؎

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والو! جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے

وقت کی اہمیت کو اب بھی پہچان لیں۔ دُشمنانِ اسلام تو اپنے مشن میں لگے ہی رہے۔ آگے بڑھتے ہی رہے۔ تمام باطل قوتیں سرگرمِ عمل رہیں۔ ہم جاگ گئے ہوتے تو ایک

انقلاب برپا ہوا ہوتا۔ ایک صالح انقلاب جس کی آج اشد ضرورت ہے۔ جس کی بنیاد اسلام کے نظامِ علم پر ہے۔ امام احمد رضا کے پیغام کا ایک ایک نکتہ ایسا کہ ان پر عمل کر لیا جائے تو بہار ہی بہار، عروج ہی عروج اور اقبال ہی اقبال ہو۔ اس لیے کہ ان کی فکر میں گہرائی ہے، گیرائی ہے اور تعمق دقتِ نظر بھی۔

## اساتذہ سے مدد لینا:

درس سے فراغت کے بعد بھی تجربہ کار استاذ کی مدد پیش آسکتی ہے۔ مثلاً طب سے متعلق استاذ سے رائے مشورہ کی ترغیب دیتے ہوئے مولانا عبدالعزیز بریلوی (رنگون) کے نام ایک مکتوب میں امام احمد رضا تحریر فرماتے ہیں:

''کسی استاذ شفیق نے تمہیں مجاز و ماذون کر دیا مگر میری رائے میں تم ہرگز ہرگز ہنوز مستقل تنہا گوارا نہ کرو اور جب تک ممکن ہو مطب دیکھتے اور اصلاحیں لیتے رہو۔ میں نہیں کہتا کہ جدا گانہ معالجہ کے لیے نہ بیٹھو۔ بیٹھو مگر اپنی رائے کو ہرگز رائے نہ سمجھو اور ذرا ذرا میں اساتذہ سے استعانت لو۔ رائے لینے میں کسی چھوٹے بڑے سے عار نہ کرو۔ کوئی علم (میں) کامل نہیں ہوگا، جب تک آدمی بعد فراغ درس جس دن اپنے آپ کو عالم مستقل جانا اسی دن اس سے بڑھ کر کوئی جاہل نہیں۔'' (۲۲)

## بچیوں کی تعلیم وتربیت:

امام احمد رضا بچیوں کی تعلیم کے سلسلے میں شرعی احکام کی پاس داری کو فوقیت دیتے ہیں۔ پردہ کی تاکید کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

''رہا پردہ اس میں استاذ وغیر استاذ، عالم وغیر عالم، پیر سب برابر ہیں۔ نو برس سے کم کی لڑکی کو پردہ کی حاجت نہیں اور جب پندرہ برس کی ہو سب غیر محارم سے پردہ واجب، اور نو برس سے پندرہ تک اگر آثار بلوغ ظاہر ہوں تو واجب اور نہ ظاہر ہوں تو مستحب، خصوصاً بارہ برس کے بعد بہت مؤکد کہ یہ زمانہ قرب بلوغ وکمال اشتہا کا ہے۔'' (۲۳)

یوں ہی بچیوں کی ضروری دینی تعلیم وتربیت سے متعلق ایک سوال کے جواب میں

متعدد ضابطے اور تربیتی نکات تحریر فرمائے جنہیں ترتیب وار درج کیا جاتا ہے:

(۱) عقائدِ اہلِ سُنّت و مسائلِ اہلِ سُنّت کی کتابیں پڑھائی جائیں، عقائد و مسائلِ ضروریہ کی تعلیم فرض ہے۔

(۲) حساب وغیرہ بعض مفید باتیں بھی سکھانے میں حرج نہیں۔

(۳) اصولِ حفظانِ صحت جہاں تک مسائلِ اسلامیہ کے خلاف نہ ہوں ان کی تعلیم میں مضائقہ نہیں اور جو مخالف ہیں بیماری اُڑ کر لگنے کے وسوسے، ان کی تعلیم جائز نہیں۔

(۴) تدبیر منزل بروجہ مطابق شرعی وحقوق شوہر و اولاد۔

(۵) مذمتِ کذب وغیبت وضرورتِ پردہ وحجاب کی بھی تعلیم ہو۔ (۲۴)

## قرآن مجید کی تعظیم و تعلیم:

بے پڑھے شخص سے یا نااہل سے قرآن مجید سیکھنا سخت مذموم ہے۔ آج کل ایسے شخص کو استاذ بنا دیا جاتا ہے جو قرآن سکھانے کا اہل نہیں، یا خود اس کی ادائیگی الفاظ درست و صحیح نہیں۔ صحتِ الفاظِ قرآن کے پاس ولحاظ سے متعلق امام احمد رضا فرماتے ہیں:

''قرآن مجید بے پڑھے کوئی شخص صحیح نہیں پڑھ سکتا، جس نے قرآن مجید نہ پڑھا اور استادوں سے صحیح نہ کیا اُسے جائز نہیں کہ اَوروں کو پڑھائے، نہ لوگوں کو جائز ہے کہ اس سے پڑھیں یا اپنی اولاد کو اس سے پڑھوائیں، وہ سب گنہگار ہوتے ہیں۔'' (۲۵)

قرآن مجید پڑھنے کے لیے ادب واحترام چاہیے، اس ضمن میں فرماتے ہیں کہ:

''جو معلم ایسا ہو کہ آپ اور اس کے یار دوست چار پائیوں اور کرسیوں پر بیٹھیں اور قرآن مجید نیچے زمین پر رکھا ہو اگر اس سے مراد حقیقۃً زمین پر رکھنا ہے اور وہ لوگ ایسا کرتے ہیں تو ان کے اسلام میں کلام ہے، مسلمان ہرگز ایسا نہ کرے گا، یہ وہی کر سکتا ہے جس کے دل میں قرآن مجید کی عزت اصلاً نہ ہو اور جس کے دل میں قرآن مجید کی اصلاً عزت نہ ہو وہ مسلمان نہیں، اور اگر یہ مراد ہے کہ پڑھنے والے لڑکے زمین پر بیٹھتے ہیں قرآن مجید رحل پر یا ان کے ہاتھوں یا گود میں ہے اور یہ معلم وغیرہ ان سے اونچے بیٹھتے ہیں تو جب بھی سخت

بدکار، ناہنجار، فساق، فجار، مستحق عذابِ نار وغضبِ جبار ہیں۔''(۲۶)

موجودہ دور میں ضرورت ہے کہ امام احمد رضا کے تعلیمی افکار ونظریات کو فروغ دیا جائے۔ آپ کے تعلیمی پیغام کو مسلمانوں میں عام کیا جائے، تجاویز پر عمل کی صورتیں وضع کی جائیں؛ تاکہ علم سے رغبت بڑھے، دینی علوم کا احترام قلب میں راسخ ہو اور عصری علوم کا حصول بھی دین کی مضبوط بنیادوں پر ہو تاکہ تمدنِ مغرب کی چکا چوند نگاہوں کو خیرہ نہ کر سکے اور حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبت و اُلفت کا سرمہ نگاہوں میں رچا بسا رہے۔ ؎

خیرہ نہ کر سکا مجھے جلوۂ دانشِ فرنگ
سرمہ ہے میری آنکھ کا خاک مدینہ ونجف

## حوالہ جات

(۱) احمد رضا خاں، امام، الاجازات المتینۃ لعلماء بکۃ و المدینۃ، مشمولہ رسائل رضویہ، ادارہ اشاعت تصنیفات رضا بریلی، ترجمہ محمد احسان الحق قادری رضوی، مولانا، ص ۱۵۷

(۲) ایضاً، ص ۱۶۳

(۳) ایضاً، ص ۱۵۵

(۴) احمد رضا خاں، امام، فتاویٰ رضویہ (جدید) جلد ۲۳، مرکز اہلِ سُنّت برکات رضا پور بندر گجرات، ص ۷ ۶۴

(۵) ایضاً، ص ۵۳۳

(۶) ایضاً، ص ۷۰۶

(۷) ایضاً، ص ۷۰۹

(۸) شیخ احمد سرہندی، مجدد الف ثانی، مکتوبات امام ربانی، جلد ۳، دفتر سوم، اسلامک پبلشر دہلی، ص ۷۲

(۹) احمد رضا خاں، امام، فتاویٰ رضویہ (جدید) جلد ۲۳، مرکز اہلِ سُنّت برکات رضا پور بندر گجرات، ص ۶۲۸

(۱۰) ایضاً، ص ۶۳۸

(۱۱) محمد مصطفیٰ رضا خاں، مولانا، الملفوظ، حصہ اول، رضا اکیڈمی ممبئی ۲۰۰۶ء، ص ۷۶

(۱۲) ملاحظہ فرمائیں: فتاویٰ رضویہ (جدید) جلد ۲۳، مرکز اہلِ سُنّت برکات رضا پور بندر گجرات، ص ۶۳۹، ۶۸۲

(۱۳) ایضاً، ص ۷۰۱

(۱۴) ایضاً، ص ۷۰۷

(۱۵) احمد رضا خاں، امام، الاجازات المتینۃ لعلماء بکۃ و المدینۃ، مشمولہ رسائل رضویہ، ادارہ اشاعت تصنیفات رضا بریلی، ترجمہ محمد احسان الحق قادری رضوی، مولانا، ص ۱۶۳

(١٦) احمد رضا خاں، امام، فتاویٰ رضویہ (جدید) جلد ٢٣، مرکز اہلِ سُنّت برکات رضا پور بندر گجرات، ص ١٤٧
(١٧) ایضاً، ص ٦٩٤
(١٨) احمد رضا خاں، امام، فتاویٰ رضویہ (قدیم) جلد ١٢، رضا اکیڈمی ممبئی، ص ١٣١
(١٩) احمد رضا خاں، امام، فتاویٰ رضویہ (جدید) جلد ٢٣، مرکز اہلِ سُنّت برکات رضا پور بندر گجرات، ص ١٦٧
(٢٠) ایضاً، ص ٦٨٢ / سورۃ التحریم: ٦
(٢١) احمد رضا خاں، امام، فتاویٰ رضویہ (قدیم) جلد ١٢، رضا اکیڈمی ممبئی، ص ١٣٣۔ ١٣٤
(٢٢) غلام جابر شمس مصباحی، ڈاکٹر، کلیاتِ مکاتیبِ رضا، جلد ٢، دارالعلوم صابریہ برکات رضا کلیر شریف، ص ١٤٧۔ ١٤٨
(٢٣) احمد رضا خاں، امام، فتاویٰ رضویہ (جدید) جلد ٢٣، مرکز اہلِ سُنّت برکات رضا پور بندر گجرات، ص ٦٣٩
(٢٤) ایضاً، ص ٦٨٧
(٢٥) ایضاً، ص ٦٨٨
(٢٦) ایضاً

# نظامِ تعلیم پر استعماری اثرات اور ان کا تدارک

(فکر امام احمد رضا کی روشنی میں)

علم و تعلیم کی اشاعت وفروغ میں مسلمانوں نے جو کردار انجام دیا اس کے معترف اغیار بھی ہیں، مسلمانوں نے قرآنی احکام کی بنیاد پر خدمتِ علم کی، چناں چہ جانسن (Johnson) لکھتا ہے: ''یہی (قرآنی) پیغام ایک تعمیری قوت کے طور پر وجود میں آیا، اور عیسائی دُنیا میں بہ طورِ نور (علم) پھیل گیا اور جہالت کی ظلمت کو دور کر گیا۔''(۱)

قرآن مقدس نے جہاں انسان کو معبود حقیقی سے قریب کیا وہیں علم سے بھی رشتہ استوار کیا، اس کا یہ اعجاز رہا کہ ہر دور میں اس کی رہ نمائی نے انسانیت کی زلفِ برہم کو سنوارا، اس کے قوانین کی روشنی میں مسلمان علما نے علومِ جدیدہ کی بنیاد ڈالی، ایمانل ڈوش (Emmanuel Deutsch) کے الفاظ میں: ''قرآن مجید میں سائنسی مطالعہ پر زور مذاہب عالم میں بالکل منفرد ہے۔''...... مسلسل سازشوں کے نتیجے میں ایک دور وہ آیا کہ مسلمانوں کا علم سے متعلق مزاج بدل گیا، وہ احساسِ کم تری کے شکار ہو گئے، ہندوستان میں جب کہ مغلوں کا سورج غروب ہوا اور انگریز غالب آئے تو انگریزوں نے مدارس کو بھی مفلوک الحال کر چھوڑا۔ نتیجے میں مدارسِ اسلامیہ زوال سے دوچار ہو گئے۔ اس تنزلی نے فکری سطح کو بھی مجروح کیا، اور پھر سازشوں کے بطن سے علم کا جو تصور اُبھرا اس نے رہی سہی کسر پوری کر دی۔ ڈاکٹر حافظ محمد یوسف کے بہ قول:

> ''مغربی استعمار نے بھی اولین مرحلے میں مسلمانوں کی فکری و نظری اساس پر حملہ کیا۔ اور اس کے لیے انھوں نے مسلمانوں کے نظامِ تعلیم کے اندر تشکیک و الحاد، اپنے مخصوص نظریہ اباحیت و عریانیت، تجدد پسندی کے اثرات پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ نصوصِ قرآن و سنّت میں من مانی تاویلیں کرنے کی سوچ کی سرپرستی کرتے ہوئے اسے پروان چڑھایا۔''(۲)

تجدد پسندی کے اثرات سے ابوالکلام آزاد جیسے لیڈر بھی خود کو محفوظ نہ رکھ سکے، اور اسلامی نظامِ تعلیم جسے انھوں نے اپنے طالب علمی کے زمانے میں ''درس نظامیہ'' کی شکل میں سیکھا تھا؛ سے متعلق لکھ دیا: ''پھر اس تعلیم کا حال کیا تھا جس کی تحصیل میں تمام ابتدائی زمانہ بسر

ہوا! اس کا جواب اگر اختصار کے ساتھ بھی دیا جائے تو صفحوں کے صفحے سیاہ ہو جائیں......''
(۳)

ایسے دور میں جب کہ اسلامی نظامِ تعلیم سے ذہنوں کو متنفر کیا جا رہا تھا امام احمد رضا محدث بریلوی (۱۲۷۲ھ-۱۳۴۰ھ) نے مسلمانوں کی سوچ وفکر کو اسلام کی طرف مائل کیا اور فکر ونظر کو سہارا دیا، اس کا اندازا آپ کے افکار وتحریرات کے مطالعہ سے ہوتا ہے، آپ نے اس دور کی یاد تازہ کر دی جس میں غزالی وسیوطی جیسی باکمال شخصیات علم وفن کے دریا بہا رہی تھیں، امام احمد رضا چاہتے تھے کہ مسلمان علمِ دین حاصل کرے اور پھر معاصر علوم سے بھی آراستہ ہو لے۔ اور یہ سوچ ایسی ٹھوس تھی کہ اس سے ایک طرف ایمان بھی محفوظ رہتا اور دوسری طرف قوم کو باصلاحیت افراد بھی میسر آتے۔ اسی نوع کا ایک معاملہ پیش ہوا کہ، تعلیم انگریزی وہندی کی مسلمان کو جائز ہے یا نہیں؟ تو ارشاد فرمایا:

''اگر جملہ مفاسد سے پاک ہو تو علومِ آلیہ مثل ریاضی وہندسہ وحساب وجبر ومقابلہ وجغرافیہ وامثال ذٰلک ضروریاتِ دینیہ سیکھنے کے بعد سیکھنے کی ممانعت نہیں، کسی زبان میں ہو اور نفسِ زبان کا سیکھنا کوئی حرج رکھتا ہی نہیں۔'' (۴)

جو قومیں اپنی راہ سے ہٹ جاتی ہیں وہ تباہ ہو جاتی ہیں، پھر سوچنے کی بات ہے کہ مسلمان دین کا علم چھوڑ کر کس طرح دوسرے علوم ہی کو مقصد قرار دے سکتا ہے؟ تاریخ اسلامی میں ہر نمونہ شخصیت اول علم دین ہی سے آراستہ نظر آتی ہے اور پھر دوسرے علوم میں بھی ممتاز۔ اور پھر مذکورہ اقتباس میں جو ''مفاسد سے پاک علم'' کی شرط لگائی گئی ہے وہ غیر ضروری نہیں، اس لیے کہ استعماری قوتوں نے جہاں اسلامی علوم سے مسلمانوں کو دور کرنے کی کوشش کی وہیں جدید علوم میں ایسے نظریات کو رواج دیا جو اسلامی عقائد سے متصادم ومتعارض تھے۔ امام احمد رضا کا یہ فکری نکتہ نیا نہیں؛ امام غزالی (۴۵۰ھ-۵۰۵ھ) نے بھی علوم کو دو انواع میں تقسیم کیا ہے: (۱) محمود (۲) مذموم...... امام احمد رضا کی تعلیمی فکر علوم محمودہ کے حصول پر زور دیتی ہے اور وہ علوم جن سے عقائد کمزور ہوں یا سوچ منفی بنے؛ ان سے آپ بچنے کی ترغیب دیتے ہیں۔ اسی لحاظ سے انگریزی تعلیم کے پڑھنے پڑھوانے سے متعلق یہ فکر دیتے ہیں جس میں اعتدال وتوازن ہے:

''یہ بھی ضروری ہے کہ اپنے دین واخلاق ووضع پر اثر نہ پڑے، اسلامی عقائد

وخیالات پر ثابت و مستقیم اور مسلمانی وضع پر قائم رہے۔ ان سب شرائط کے اجتماع کے بعد جائز رزق حاصل کرنے کے لیے (انگریزی پڑھنے میں) حرج نہیں۔''(۵)

استعماری نظامِ تعلیم کا مقصد برطانوی ایسٹ انڈیا کمپنی کی پالیسی کے مطالعہ سے بھی ہوتا ہے اس کا ایک نکتہ اس طرح ہے:

''کمپنی کی حکومت کا واضح مقصد انگریزی زبان اور مغربی علوم کو ہندوستان میں رائج کرنا؛ تا کہ یہاں کے لوگ ''مغربی تہذیب'' اور ''مغربی مذہب'' کو قبول کریں۔''(۶)

بات اگر صرف انگریزی زبان کی ہوتی تو کوئی تعجب نہیں تھا، مگر یہاں مقصد ''مغربی مذہب'' عیسائیت کی تبلیغ ہے، امام احمد رضا کی فراستِ ایمانی دیکھ رہی تھی کہ ''مغربی نظامِ تعلیم'' میں منفی نظریہ مستور ہے؛ اسی لیے آپ نے علومِ جدیدہ کے حصول کی اجازت دی تو علمِ دین حاصل کر لینے کے بعد؛ تا کہ غیر اسلامی نظریات سے آگہی بہ آسانی ہو اور جو باتیں خلافِ اسلام ہوں اُن کی تردید کی جا سکے۔ آج تو علوم میں کس قدر غیر اسلامی افکار پڑھائے جاتے ہیں یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں، اقبالؔ نے کہا تھا ؎

یورپ میں بہت روشنیِ علم و ہنر ہے
حق یہ ہے کہ بے چشمۂ حیواں ہے یہ ظلمات

سر سید نے بھی اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ انگریزی حکومت کی طرف سے عیسائیت کے پرچار اور مغرب کی عریاں تہذیب کی خفیہ مہم تعلیم سے مربوط چلائی گئی تھی؛ جس کا اظہار ''اسبابِ بغاوت ہند'' میں ملتا ہے: ''لڑکیوں کی تعلیم کا بہت چرچا ہندوستان میں تھا اور سب یقیناً جانتے تھے کہ سرکار کا مطلب یہ ہے کہ لڑکیاں اسکولوں میں آئیں اور تعلیم پائیں اور بے پردہ ہو جائیں۔''(۷)

مغربی نظامِ تعلیم کا ایک اور مقصد یہ تھا کہ ''جدید تعلیم کے زیور سے آراستہ ایک ایسی جماعت تیار کی جائے جو اسلام اور اسلامی اقدار سے اعلانِ براءت نہ کرے تو کم از کم اظہارِ نفرت تو کرے۔''(۸)

آج مشاہدات و احوال سے اِس کی تصدیق ہو رہی ہے کہ خود کو مسلمان کہنے اور

کہلوانے والا ایک جدید یا لبرل طبقہ اسلامی اقدار وتہذیب سے بے زار نظر آتا ہے، اس کے نظارے ہمیں اکثر دیکھنے میں آتے ہیں۔ مثلاً:

- پرسنل لا اور قوانینِ اسلامی سے متعلق بہت سے دانش ورقسم کے افراد اسلامی احکام سے جدا غیر اسلامی نظریے کی تائید کرتے ہیں۔
- حجاب کو ''قدآمت پسندی کی علامت'' یا ''فرسودہ'' قرار دینے والوں میں بعض کلمہ گو نظر آتے ہیں۔
- سود سے متعلق اسلامی حکم سے انحراف کرنے والے بھی بہت سے کلمہ گو ہیں۔
- طلاقِ ثلاثہ کے متعلق اسلامی فیصلوں کی مخالفت میں کورٹ کا سہارا لینے والے بھی دہریت زدہ مسلم ہی ہیں۔

یہ ایک عقلی بات ہے کہ جو قائد ہوگا وہ اپنی مذہبی وقومی روایات کا پاس دار ہوگا، اور اس میں معمولی لچک بھی اسے گوارا نہ ہوگی۔ امام احمد رضا ملت اسلامیہ کے قائد تھے؛ انھوں نے قیادت بھی خوب نبھائی جب کہ بڑے بڑے پھسل گئے تھے اس وقت آپ نے اسلامی نظامِ تعلیم و معاشرہ کے تشخص کو بچایا اور اسلام کی اس روایتی سوسائٹی کو قائم رکھا؛ جو ہمارا آئیڈیل رہی ہے، اور اسلامی شوکت کی مظہر بھی۔ اس سلسلے میں آپ نصاب سازی میں اسلامی فکر وروایات کی پاس داری پر زور دیتے ہیں۔

ایک سوال اسی نوعیت کا کوچین مالا بار سے آیا؛ جس میں پوچھا گیا کہ: آج کل مسلمان جو تکمیل یونی ورسٹی کی کوشش کرتے ہیں اور چندہ فراہم کرتے ہیں وہ ثواب ہے یا نہیں؟ اس کے جواب میں آپ نے چند شرائط اسلامی رو سے ذکر کیں اور ان بنیادوں پر یونی ورسٹی کے تعاون کی اجازت دی۔ جنھیں بالترتیب درج کیا جاتا ہے:

> ''اگر یہ بات قرار پائے اور اس کے افسر عہدہ داران اس کا پورا ذمہ قابلِ اطمینان کریں کہ:

(۱) اس کا حصہ دینیات صرف اہلِ سنت و جماعت کے متعلق رہے گا،

(۲) جن کے عقائد مطابق علماے حرمین طیبین ہیں، انھیں کی کتب نصاب میں ہوں گی۔

(۳) انھیں کے علما مدرسین ہوں گے،

(۴) انھیں کی تربیت میں طلبہ رہیں گے،
(۵) غیروں کی صحبت سے ان کو (طلبہ کو) بچایا جائے گا،
(٦) روپیہ جو اہلِ سنت سے لیا جائے گا صرف اسی کام میں صرف کیا جائے گا،

اس وقت اہلِ سنت کو ان میں داخل ہونا جائز اور باعثِ ثواب ہوگا، اور جو کچھ اس میں دیا جائے گا صدقۂ جاریہ ہوگا۔'' (۹)

فکری حملہ ظاہری حملے سے زیادہ خطرناک ہوتا ہے، استعماری قوتوں نے اسی رُخ کو اختیار کیا کیوں کہ وہ جہدِ مسلسل کے بعد بھی اسلام کی شمع بجھا نہ سکے، انھوں نے فکری حملے شروع کیے اور جدید علوم کے توسط سے صہیونی افکار کو نصابِ تعلیم کا حصہ بنایا اسی وجہ سے امام احمد رضا نے مذکورہ اقتباس میں اسلامی اصول کو فائق رکھتے ہوئے یونی ورسٹی کی اعانت اور اس میں حصولِ علم کی اجازت دی...... پھر ایک پہلو یہ بھی آتا ہے کہ جب ہمارے یہاں سب کچھ موجود ہے تو مخالفینِ اسلام کے مرہونِ منت کیوں بن رہے ہیں؟ اس پہلو سے امام احمد رضا نے قوم کو ماضی کی حوصلہ افزا تاریخ کا اشارہ دیا ہے کہ اب بھی وقت ہے سنبھل جاؤ؛ اور اپنے اسلاف کے نظامِ تعلیم کو عام کرو، کیوں ہم غیر کے محتاج بن رہے ہیں، تعجب خیز انداز میں تحریر فرماتے ہیں:

''سائنس میں وہ باتیں ہیں جو عقائدِ اسلام کے خلاف ہیں، بچوں کی تربیت دینے، تہذیب و انسانیت سکھانے کے لیے دُنیا بھر میں کوئی مسلمان نہ رہا؟ عرب، مصر، روم، شام حتیٰ کہ حرمین شریفین کے علما و مشائخ میں کوئی اس قابل نہیں، ہاں! کمالِ مہذب و شیخ تربیت و پیرِ افادت بننے کے لائق یورپ کے عیسائی ہیں؟'' (۱۰)

ے

قوت فکر و عمل پہلے فنا ہوتی ہے
تب کسی قوم کی شوکت پہ زوال آتا ہے

مسلمانوں کی تعلیمی پس ماندگی کے خاتمہ کے لیے امام احمد رضا نے کئی منصوبے پیش کیے، معاشی جہت سے آپ کا ۱۹۱۲ء کا چار نکاتی منصوبہ ''تدبیر فلاح و نجات و اصلاح'' مطبوع ہے؛ جس کے نکات پر آج بھی عمل ہو جائے تو مسلمان کسی غیر کے دست نگر نہ ہوں گے، اور پھر سچر کمیٹی جیسی کوئی رپورٹ ہمیں ابتر و پست ثابت نہ کر سکے گی۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ احساسِ کم تری اور مایوسی کے غار سے نکلیں اور آفاقی دین کے حامل ہونے کے

ناطےعلم وفن سے رشتے استوار کریں، حصولِ علم کا جذبہ قومی خدمت اور اشاعت حق ہو۔ رزاقِ مطلق تو اللہ تعالیٰ ہے، اس لیے اسباب کے بجائے خالقِ اسباب پر بھروسہ کریں، حسنِ نیت کے ساتھ تعلیم کے میدان میں آگے بڑھیں گے تو کامیابیاں منزل کا پتا دیں گی ؎

ہر اِک منتظر تیری یلغار کا
تری شوخیِ فکر و کردار کا

## حوالہ جات


(۱) تبرکاتِ عالمی مبلغ اسلام، مولانا عبدالعلیم صدیقی میرٹھی، ص ۴۹۳

(۲) ماہ نامہ ضیاے حرم لاہور، فروری ۲۰۰۱ء، ص ۳۴

(۳) غبارِ خاطر، ابوالکلام آزاد، ص ۹۷

(۴) فتاویٰ رضویہ، امام احمد رضا، مطبوعہ پور بندر، ج ۲۳، ص ۷۰۶

(۵) مرجع سابق، ص ۷۱۰

(۶) ماہ نامہ ضیاے حرم لاہور، فروری ۲۰۰۱ء، ص ۳۵

(۷) اسبابِ بغاوت ہند، سرسید احمد خان، ص ۱۲۶

(۸) ماہ نامہ ضیاے حرم لاہور، فروری ۲۰۰۱ء، ص ۴۴

(۹) فتاویٰ رضویہ، امام احمد رضا، مطبوعہ پور بندر، ج ۲۳، ص ۶۸۴۔۶۸۵

(۱۰) مرجع سابق

# تعلیمی افکارِ رضا: بزمِ تحقیق میں

اسلام نے اپنی آفاقی تعلیمات میں علم اور تعلیم کو بڑی اہمیت دی ہے۔ قرآن مقدس اور احادیث میں علم کے فضائل وبرکات بیان ہوئے ہیں؛ علم دین کا سیکھنا فرض قرار دیا گیا ہے۔ علم حاصل کر کے اسے عام کرنے پر انعاماتِ خسروانہ کی بشارت دی گئی۔ علماے حق نے علم دین کے فروغ میں سرگرم کردار ادا کیا؛ اور اس کی خوش بو اکنافِ عالم میں پھیلائی جس سے گلستانِ علم مہک اُٹھا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی (ولادت: ۱۲۷۲ھ/۱۸۵۶ء۔ وصال: ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء) کی دینی وعلمی خدمات کی معترف ساری دنیا ہے۔ آپ کی ہشت پہل شخصیت کا ایک گوشہ شعبۂ تعلیم اور گلشنِ علم میں مہارت بھی ہے۔ آپ جدید وقدیم علوم وفنون میں دسترس رکھتے تھے۔ آپ نے نظام ہائے تعلیم میں در آئی غلطیوں کی اصلاح بھی کی اور غیر اسلامی نظریات کا سدباب کیا۔ تعلیم کا بنیادی مقصد معرفتِ الٰہی عزوجل ومحبت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم قرار دیا۔ آپ نے استاذ کا احترام سکھایا، صالح معاشرے کے قیام میں تعلیم کے رول کو واضح کیا، علم کے آداب بتائے، استاذ وشاگرد کے حقوق ومراتب ظاہر کیے، علوم وفنون کے ضابطے مقرر کیے، سائنس اور دیگر علومِ عقلیہ کی اصلاح کی، علم وعلما کے فضائل بتائے، تربیتِ اولاد میں والدین کی ذمہ داریوں کو اُجاگر کیا۔

امام احمد رضا کی شخصیت اور حیات وخدمات کے مختلف موضوعات پر دُنیا کی بیش تر یونی ورسٹیوں اور جامعات میں ریسرچ وتحقیق کی جارہی ہے اور مقالۂ تحقیق پر ڈگری تفویض کی جارہی ہے۔ درج ذیل سطور میں ہم امام احمد رضا کے تعلیمی نظریات پر ہونے والے علمی وقلمی امور پر اجمالی روشنی ڈالیں گے۔

- ایم۔ایڈ فیکلٹی کے لیے امام احمد رضا کے تعلیمی افکار پر پاکستان میں بہتر کام ہوئے ہیں اور مقالۂ تحقیق لکھے گئے ہیں؛ اس ضمن میں ایک فہرست درج کی جاتی ہے:

## مقالہ جات (برائے ایم۔ایڈ):

| شمار | عنوان | مقالہ نگار | مقام تحقیق |
|---|---|---|---|
| ۱ | مولانا احمد رضا بریلوی کے تعلیمی نظریات وافکار | (۱) محمد افضل (۲) عبدالقیوم | آئی۔ای۔آر، جامعہ پنجاب (لاہور) |
| ۲ | اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کی علمی خدمات | ایس۔شاہد علی | آئی۔ای۔آر، جامعہ پنجاب (لاہور) |
| ۳ | مولانا احمد رضا اور مولانا مودودی کے تعلیمی نظریات کا تقابلی جائزہ | (۱) چوہدری محمد یعقوب (۲) محمد حفیظ کمبوہ | آئی۔ای۔آر، جامعہ پنجاب (لاہور) |
| ۴ | مولانا احمد رضا کے افکار کی روشنی میں تصورِ تعلیم ونصاب | محمد اسلم اصغر علی | آئی۔ای۔آر جامعہ پنجاب (لاہور) |
| ۵ | مولانا احمد رضا خاں کی اصلاحی وتعلیمی خدمات | (۱) خادم حسین (۲) محمد اشرف | آئی۔ای۔آر جامعہ پنجاب (لاہور) |
| ۶ | مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے تعلیمی نظریات وافکار | (۱) عبدالوحید گل (۲) رشید احمد | آئی۔ای۔آر جامعہ پنجاب (لاہور) |
| ۷ | مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے تعلیمی نظریات کا جائزہ | (۱) حافظ ذوالفقار علی (۲) غلام احمد | آئی۔ای۔آر جامعہ پنجاب (لاہور) |
| ۸ | مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے تعلیمی افکار | خالدہ پروین | گورنمنٹ کالج آف ایجوکیشن (فیصل آباد) |
| ۹ | اصلاحِ معاشرہ کے لیے مولانا احمد رضا کی سعی وکاوش کا جائزہ | ایس۔ایم۔وارث | گورنمنٹ کالج آف ایجوکیشن (فیصل آباد) |
| ۱۰ | مولانا احمد رضا خاں اور اقبالؔ کے تعلیمی نظریات کا تقابلی جائزہ | عظیم اللہ جندران | اسلامیہ یونیورسٹی، بہاولپور، شعبۂ ٹیچرز ٹریننگ |
| ۱۱ | امام احمد رضا خاں بریلوی کے تعلیمی نظریات | ترک ولی محمد | جامعہ کراچی، ڈپارٹمنٹ آف ایجوکیشن |

راقم کی ناقص معلومات کے مطابق پہلے مقالہ کے علاوہ مذکورہ تمام مقالہ جات غیر مطبوعہ ہیں۔ان کی اشاعت ضرور کی جانی چاہیے۔ماہ نامہ معارف رضا کراچی کے مدیر سیدوجاہت رسول قادری لکھتے ہیں:

''تعلیماتِ رضویات سے شغف رکھنے والے احباب سے درخواست ہے کہ وہ ایم۔فل یا پی۔ایچ۔ڈی درجہ کے تحقیقی کام کے لیے قدم آگے بڑھائیں۔مثلاً Imam Ahmad Raza Khan as an Islamic Educationist کے موضوع پر مزید کام کیا جاسکتا ہے۔ملکی جامعات کے شعبۂ علوم اسلامیہ شعبۂ ایجوکیشن سے رجسٹریشن ممکن ہوسکتی ہے۔

Foundation of Islamic Education system in the light of Imam ahmad Raza Khan's teachings کے موضوع پر بھی تحقیقی کام کی گنجائش اورضرورت موجود ہے۔'' (امام احمد رضا اور انٹرنیشنل جامعات،ص۳۱۔۳۲، طبع کراچی)

امام احمد رضا کے تعلیمی افکار ونظریات کے موضوع پر اب تک درجنوں مقالے قلم بند کیے جاچکے ہیں، تاہم بہت سارے عنوانات اب بھی تشنۂ تحقیق ہیں۔امام احمد رضا کے ''فتاویٰ رضویہ'' (قدیم ۱۲رجلدیں،جدید ۳۰رجلدیں) کا زیرعنوان موضوع پر عمیق مطالعہ کرنے سے بہت سے لعل و جواہر اور شہ پارے منظرعام پر آسکتے ہیں۔اُمید کہ اربابِ تحقیق غواصی کریں گے اور میدانِ علم میں مسلمانوں کا وقار بلند کرنے کے لیے اس موضوع کو آگے بڑھائیں گے۔علم و تعلیم سے مسلمانوں کے ذوق وشوق کو مربوط کرنے کا سامان مہیا کریں گے۔

یہ خبر بھی خوش آئند ہے کہ برصغیر کے کئی جامعات ویونی ورسٹیز کے نصاب میں امام احمد رضا کی دینی وعلمی خدمات کوشامل کیا گیا ہے۔علاوہ ازیں ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کراچی نے عالمی جامعہ امام احمد رضا Imam Ahmad Raza World University کا ایک خاکہ مرتب کیا ہے؛ جس پر پیش رفت کی اطلاع ہے۔تشنہ موضوعات پر امام احمد رضا کے کارہائے علمیہ کی روشنی میں کام کرنے کے لیے سلیم اللہ جندران (ریسرچ اسکالر جامعہ پنجاب لاہور) نے چند اہم موضوعات متعین فرمائے ہیں۔جن میں سے بعض یہاں درج کیے جاتے ہیں:

## چند اہم موضوعات:

(۱) فاصلاتی نظامِ تعلیم وتربیت کی ترویج وارتقا میں فتاویٰ رضویہ کا حصہ

(۲) امامِ احمد رضا بحیثیت ماہرِ تعلیم
(۳) ترقی ادب (اردو، عربی، فارسی) میں امام احمد رضا خاں کا کردار
(۴) افکارِ رضا کی عصرِ حاضر میں افادیت
(۵) فکرِ رضا کی روشنی میں مسلم اُمہ کے اتحاد کے لیے لائحۂ عمل
(۶) امام احمد رضا خاں بحیثیت سائنس داں یا امام احمد رضا خاں کی سائنسی خدمات کا جائزہ
(۷) امام احمد رضا خاں ماہرِ لسانیات (عربی، فارسی، اردو، ہندی)
(۸) درسیات ونصابیات کے لیے انتخابِ رضویات
(۹) امام احمد رضا خاں، ماہرِ ارضیات
(۱۰) برصغیر پاک وہند میں مسلم ایجوکیشن کے فروغ میں امام احمد رضا کا کردار

(ماہ نامہ معارفِ رضا کراچی، اگست ۲۰۰۶ء)

(۱۱) علم ریاضی میں امام احمد رضا کی خدمات کا تحقیقی جائزہ
(۱۲) سماجی علوم اور فکرِ رضا
(۱۳) تربیتِ اطفال اور فکرِ رضا
(۱۴) اخلاقی تربیت اور فکرِ رضا
(۱۵) مدارسِ اسلامیہ کی ماحول سازی کے لیے امام احمد رضا کی تجاویز

راقم نے فتاویٰ رضویہ کے حوالے سے تعلیم کے بعض جزئیات پر علمی کام کا آغاز کیا اور محسوس کیا کہ جدید نظامِ تعلیم، نصابِ تعلیم، تعلیمی ذرائع، علوم عقلیہ سائنس وفلسفہ کے ضوابط اور ان موضوعات پر ریسرچ وتحقیق اور اصلاح نیز ان کے توسط سے اسلامی عقائد وتعلیمات کے فروغ واشاعت کے لیے فتاویٰ رضویہ میں علم وفن کا سمندر موج زَن ہے۔ ۱۳۳۰ھ میں امام احمد رضا نے جو دس نکاتی منصوبہ پیش فرمایا تھا وہ بھی فروغِ علم ہی سے تعلق رکھتا ہے۔ ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی (ایم۔اے، پی۔ایچ۔ڈی) رقم طراز ہیں:

"امام احمد رضا اپنے متعلقہ پروگرام کے توسط سے جس ماڈل اسلامی معاشرہ کی تشکیل چاہتے ہیں اس معاشرہ میں تعلیم دینے والے اساتذہ کو ایسا استاذ دیکھنا چاہتے ہیں کہ جو تعلیم دینے کا مقصد فقط ڈیوٹی کی انجام دہی نہ سمجھیں وہ

ایسے افراد کی پیداوار میں اضافہ کریں اور اس اضافہ کو یقینی بنائیں جن سے اسلامی فلاحی معاشرہ کی تشکیل ہو۔'' (ماہ نامہ کنزالایمان دہلی، ستمبر ۲۰۰۶ء، ص ۳۰)

## تعلیمی موضوع پر مضامین ومقالے:

ذیل میں ایسے مقالہ جات کی ایک فہرست درج کی جاتی ہے جو امام احمد رضا کے تعلیمی تصورات کے تحت لکھے گئے ہیں، اور ان کی اشاعت بھی ہوچکی، انھیں مقالہ جات کا اندراج کیا جاتا ہے جن تک راقم کی رسائی ہوئی:

| شمار | عنوان | مقالہ نگار | اشاعت |
|---|---|---|---|
| ۱ | امام احمد رضا خاں کا طریقۂ تدریس | سلیم اللہ جندران | معارفِ رضا کراچی، سال نامہ ۲۰۰۴ء |
| ۲ | طلبِ علم کی فرضیت: فکرِ رضا کی روشنی میں (مشمولہ علم دین و دُنیا) | مولانا محمد عبدالمبین نعمانی مصباحی | رضا اکیڈمی مالیگاؤں |
| ۳ | دارالعلوم منظر اسلام | پروفیسر محمد مسعود احمد/ سید وجاہت رسول قادری | ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کراچی |
| ۴ | امام احمد رضا کے جدید تعلیمی نظریات | ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی | ماہ نامہ کنزالایمان دہلی ستمبر ۲۰۰۶ء |
| ۵ | امام احمدر ضا کے جدید اسلامی تعلیمی نظریات | نو مسلم پروفیسر ڈاکٹر محمد ہارون | رضا اکیڈمی برطانیہ |
| ۶ | معلم مطلوب و متعلم مطلوب | عظیم اللہ جندران | معارفِ رضا کراچی، سلور جوبلی سال نامہ ۲۰۰۵ء |
| ۷ | امام احمد رضا کا تصورِ نصاب | عظیم اللہ جندران | سال نامہ یادگارِ رضا ۲۰۰۴ء رضا اکیڈمی ممبئی |
| ۸ | امام احمد رضا کے نظریۂ تعلیم کی خصوصیات | سلیم اللہ جندران | سہ ماہی افکار رضا، ممبئی جنوری تا جون ۲۰۰۲ء |

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۹ | تعمیر شخصیت اور تربیتِ اولاد کا اسلامی ماڈل (تعلیماتِ رضا کی روشنی میں) | سلیم اللہ جندران | معارفِ رضا کراچی، سال نامہ ۲۰۰۳ء |
| ۱۰ | مولانا احمد رضا خاں اور احترامِ استاذ | ڈاکٹر ظہور احمد اظہر | ماہ نامہ معارفِ رضا کراچی، ستمبر ۲۰۰۴ء |
| ۱۱ | امام احمد رضا کا نظریۂ تعلیم | جلال الدین قادری | رضا دارالاشاعت لاہور |
| ۱۲ | فاضل بریلوی کے تعلیمی نظریات | پروفیسر محمد مسعود احمد نقشبندی | ماہ نامہ معارفِ رضا کراچی، منظرِ اسلام نمبر ۲۰۰۱ء |
| ۱۳ | علمیات امام احمد رضا خاں کی نظر میں | سلیم اللہ جندران | مجلہ علم کی روشنی، اسلام آباد شمارہ نمبر ۲، جلد ۲ |
| ۱۴ | عہدِ رضا میں دینی تعلیم کی اہمیت اور معیارِ تعلیم | حسن رضا خاں | ماہ نامہ معارفِ رضا کراچی، منظر اسلام نمبر ۲۰۰۱ء |
| ۱۵ | اعلیٰ حضرت کے تعلیمی نظریات | عابد میر قادری | مجلہ نوائے اساتذہ لاہور، ستمبر اکتوبر ۲۰۰۳ء |
| ۱۶ | تکریم اساتذہ: اعلیٰ حضرت کی نظر میں | محمد حسین امام | ماہ نامہ جہانِ رضا لاہور، جنوری ۲۰۰۶ء |
| ۱۷ | اعلیٰ حضرت کے تعلیمی مقاصد | سید محمد علیم الدین شاہ الازہری | ماہ نامہ معارفِ رضا کراچی نومبر ۲۰۰۱ء |
| ۱۸ | خطاب: اعلیٰ حضرت اور جامعہ منظر اسلام | سید قمر الزماں شاہ | ماہ نامہ معارفِ رضا کراچی، نومبر ۲۰۰۱ء |
| ۱۹ | خلیفۂ اعلیٰ حضرت صدرالشریعہ اور ان کا نظریۂ تعلیم | مفتی محمد اختر حسین قادری خلیل آبادی | سال نامہ یادگارِ رضا ۲۰۰۷ء رضا اکیڈمی ممبئی |
| ۲۰ | اعلیٰ حضرت اور استاذ کا مقام و مرتبہ | غلام مصطفیٰ رضوی | سہ ماہی سُنّی دعوت اسلامی، ممبئی (جنوری تا مارچ ۲۰۰۷ء) |

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۲۱ | تعلیم وتعلّم اور امام احمد رضا | غلام مصطفیٰ رضوی | سہ ماہی افکارِ رضا، ممبئی (اپریل تا جون ۲۰۰۶ء) |
| ۲۲ | معلّم و متعلم اور علم کے اسلامی تصورات (فکرِ رضا کی روشنی میں) | غلام مصطفیٰ رضوی | سہ ماہی افکارِ رضا، ممبئی |
| ۲۳ | امام احمد رضا اور تصورِ تعلیم | غلام مصطفیٰ رضوی | نوری مشن مالیگاؤں ۲۰۰۷ء |
| ۲۴ | دارالعلوم منظر اسلام اور امام احمد رضا | غلام مصطفیٰ رضوی | ماہ نامہ ضیائے حرم لاہور، مئی ۲۰۰۷ء |
| ۲۵ | مولانا احمد رضا خاں کا نصابِ تربیت | سلیم اللہ جندران | ماہ نامہ ضیائے حرم لاہور |
| ۲۶ | مقاصدِ تعلیم امام احمد رضا کی نظر میں | سلیم اللہ جندران | معارفِ رضا کراچی، سال نامہ ۱۹۹۹ء |
| ۲۷ | منصبِ تعلیم اور تعلیماتِ رضا | پروفیسر انوار احمد زئی | ماہ نامہ معارفِ رضا کراچی، مئی ۲۰۰۲ء |
| ۲۸ | امام احمد رضا کے حوالے سے تدریس | ڈاکٹر حسین مجیب مصری | ماہ نامہ معارفِ رضا کراچی، مارچ ۲۰۰۳ء |
| ۲۹ | امام احمد رضا کا نظریۂ تعلیم | پروفیسر عبدالغفار گوہر | معارفِ رضا کراچی، سال نامہ ۲۰۰۱ء |
| ۳۰ | امام احمد رضا کے طریقۂ تدریس کی امتیازی خصوصیات | عظیم اللہ جندران | معارفِ رضا کراچی، سال نامہ ۲۰۰۷ء |
| ۳۱ | Imam Ahmad Raza Concept of Teacher | رانا دلشاد احمد | معارفِ رضا سال نامہ ۲۰۰۳ء (انگریزی) |
| ۳۲ | Imam Ahmad Raza Theories on Eeducation | ترک ولی محمد قادری | معارفِ رضا سال نامہ ۲۰۰۵ء (انگریزی) |
| ۳۳ | The Importance of Imam Ahmad Raza ten point plan for Modern Muslim Education | نومسلم پروفیسر ڈاکٹر محمد ہارون | معارفِ رضا سال نامہ ۲۰۰۵ء (انگریزی) |
| ۳۴ | تعلیم اور فکرِ رضا | غلام مصطفیٰ رضوی | نوری مشن مالیگاؤں ۲۰۱۸ء |

# ادارہ کی دیگر کتب



ناشر

رضا اسلامک ریسرچ سمندری